www.emarsiya.com

۴۸۶

ساتواں مرثیہ

در حالِ حضرت امام حسین علیہ السلام

۹۶ بند

مطلع

عروج پہ ہے بلاغت سے آفتابِ سخن — زباں کے ہاتھ میں ہو فردِ انتخابِ سخن
جریدۂ قلمِ نور ہے کتابِ سخن — کھلا ہوا درِ فردوس ہو کہ بابِ سخن
مشامِ سنبل و ریحاں صبا بساتی ہے
نسیمِ خلد اسی در سے آتی جاتی ہے

پھر آج بر سرِ افلاک ہے دماغِ سخن — شرابِ نور سے لبریز ہے ایاغِ سخن
بہارِ تازہ دکھاتا ہے خانہ باغِ سخن — چراغِ طور کی دیتا ہے ضو چراغِ سخن
سخن ہے شمعِ شبستاں ہر ایک محفل کا
اسی کے حسن پہ عالم ہے ماہِ کامل کا

پھر آج گل طرب انگیز ہے بہارِ سخن — جوابِ روضۂ رضواں ہو لالہ زارِ سخن
سنور کے بزم میں بیٹھا ہو پھر نگارِ سخن — دلوں کو ڈس گئی پھر زلفِ مشکبارِ سخن
کرشمے لینے لگے جان پارساؤں کی
گلوں پہ چلنے لگی پھر چھری اداؤں کی

www.emarsiya.com

کھلا جنودِ بلاغت میں پھر نشانِ سخن زمینِ شعر بنی سقفِ آسمانِ سخن
پھر آج بزم میں ہو زورِ امتحانِ سخن چلے گی معرکے میں تیغِ جاں ستانِ سخن
پڑے گا تفرقۂ عام کینہ خواہوں میں
بہے گا چشمۂ خونِ نفاق راہوں میں

پھر آج طبع کو منظور ہو جلائے سخن پھر آج روکشِ آئینہ ہو صفائے سخن
پھر آج حمد سے کرتا ہوں ابتدائے سخن زباں کے ہاتھ پہ ہو لعلِ بے بہائے سخن
چراغِ ماہ یہاں شبکدے میں جلتا ہے
وہ اور گھر ہیں کہ جن سے دھواں نکلتا ہے

سخن ہو تاجِ سعادت سخنوروں کے لیے ہما کا سایہ ہو حسنِ بیاں سروں کے لیے
یہ نقش باعثِ زینت ہو دفتروں کے لیے اسی کا سلسلہ گیسو ہے جوہروں کے لیے
اسی سے باغِ جہاں میں بہار تازہ ہے
اسی کا رنگ رخِ حورِ عیں کا غازہ ہے

سخن ہے شانہ کشِ زلفِ عنبرینِ کمال اسی سے عرش کی ہم پایہ ہو زمینِ کمال
اسی سے مہر درخشاں بنی جبینِ کمال بلند نام اسی سے ہوا نگینِ کمال
اسی نے ساعدِ دریا کو زورِ موج دیا
اسی نے رایتِ علم و عمل کو اوج دیا

جہاں کی زیب معانی کے لالہ زار سے ہو ریاضِ دہر کی زینت اسی بہار سے ہو
فزوں وقار میں ہر صاحبِ وقار سے ہو فروغِ نورِ صباحت اسی نگار سے ہو
نہ بد کو عشق سے خالی نہ نیک کو پایا
اسی کے حسن کا مفتوں ہر ایک کو پایا

www.emarsiya.com

سخن کے نور سے روشن ہو آفتابِ ہنر اسی کلید سے کھلتا ہو قفلِ بابِ ہنر
اسی کی مشق سے عالم ہو بہرہ یابِ ہنر اسی کے فیض سے بارش میں ہو سحابِ ہنر
اسی کے رنگ کو رنگیں لباس دیکھتے ہیں
اسی کا آئینہ جوہر شناس دیکھتے ہیں

اسی عدن کے گہر تاجدار لیتے ہیں اسی متاع کو والا تبار لیتے ہیں
اسی شجر کے ثمر ذی وقار لیتے ہیں یہ پھول وہ ہیں جنھیں گلعذار لیتے ہیں
پسندِ طبع یہ دولت ہو باتمیزوں کو
عزیز ہیں یہی دُرِّ ثمیں عزیزوں کو

پھر آج رنگ پہ ہو باغِ بے خزاں میرا بہارِ تازہ دکھاتا ہو بوستاں میرا
سحابِ فیض ہو کلکِ گہر فشاں میرا کہاں ہو بُلبلِ سدرہ سُنے بیاں میرا
صفا میں گوہرِ یکتا ہے لفظ لڑتے ہیں
دہن سے گلشنِ جنّت کے پھول جھڑتے ہیں

بھرا ہے بادۂ فردوس جام میں میرے نضارتِ گلِ تر ہو کلام میں میرے
اسیر طائرِ معنی ہو دام میں میرے شریک وضع کی رفعت ہے نام میں میرے
محیطِ کون و مکاں ہو سپہرِ فن میرا
جوابِ عرش کا ہو طارمِ سخن میرا

مرے کلام کا آئینہ ہم زباں دیکھیں خلیجِ نور ہر اک بیت سے رواں دیکھیں
نکاتِ فن کو تامل سے نکتہ داں دیکھیں زمینِ شعر کو ہم اوجِ آسماں دیکھیں
عبارتیں ہیں گلِ سرسبد بلاغت کی
ورق ہو مرثیہ کا یا سند بلاغت کی

دلوں سے نقشِ تبختر مٹا دیا میں نے — کماں کی طرح قدوں کو جھکا دیا میں نے
صفائے نظم کا جوہر دکھا دیا میں نے — سخن کو چشمۂ کوثر بنا دیا میں نے
نہ باز آتے تھے جو کید کے ارادے سے
لگا دیا انھیں حسنِ بیاں کے جادے سے

جہاں سے اٹھ گئی جب رسمِ آبیاریِ فن — قلم سے پھر تر و تازہ کیا ریاضِ سخن
رواقِ فکر میں کی شمعِ نور پھر روشن — چراغِ نظم میں بارِ دگر بھرا روغن
کہا تو نقشِ دوم اور انتخاب کہا،
کہ اپنے مرثیہ کا آپ ہی جواب کہا،

بڑھایا مدحتِ آلِ نبی سے عز و فخار — کہ بھر گئے مرے آوازۂ سخن سے دیار
پڑھا جو مرثیہ بزمِ عزا میں با دلِ زار — فلک سے آ کے فرشتوں نے آنکھ کی خونبار
سخن کی داد دی خوش ہو کے باکمالوں نے
ثنا کی عالمِ بالا کے رہنے والوں نے

گئے جو پھر کے سرِ چرخ وہ ستودہ شیم — کیا یہ ذکر فرشتوں میں بیٹھ کر باہم
شریکِ مجلسِ ماتم ابھی ابھی تھے ہم — عجب مکاں تھا عجب بزم تھی عجب عالم
کلامِ صامت کے حظ قلب نے اٹھائے ہیں
مصائبِ شہِ ابرار سن کے آئے ہیں

ثنائے شاہ سے یہ فیضِ جاوداں پہونچا — کہ گوشِ چرخ تک آوازۂ بیاں پہونچا
زمیں سے نورِ سخن تا بہ آسماں پہونچا — مرے کلام کا شہرہ کہاں کہاں پہونچا
وقارِ فکر فزوں چشمِ انس و جاں میں ہوا،
بلند پایۂ توقیر دو جہاں میں ہوا،

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com

دلوں سے نقشِ تبختر مٹا دیا میں نے کماں کی طرح قدوں کو جھکا دیا میں نے
صفائے نظم کا جوہر دکھا دیا میں نے سخن کو چشمۂ کوثر بنا دیا میں نے
نہ باز آتے تھے جو کید کے ارادے سے
لگا دیا انھیں حسنِ بیاں کے جادے سے

جہاں سے اٹھ گئی جب رسمِ آبیاریِ فن قلم سے پھر تر و تازہ کیا ریاضِ سخن
رواقِ فکر میں کی شمعِ نور پھر روشن چراغِ نظم میں بارِ دگر بھرا روغن
کہا تو نقشِ دوم اور انتخاب کہا،
کہ اپنے مرثیہ کا آپ ہی جواب کہا،

بڑھا یہ مدحتِ آلِ نبیؐ سے عزّ و وقار کہ بھر گئے مرے آوازۂ سخن سے دیار
پڑھا جو مرثیہ بزمِ عزا میں با دلِ زار فلک سے آ کے فرشتوں نے آنکھ کی خونبار
سخن کی داد دی خوش ہو کے باکمالوں نے
ثنا کی عالمِ بالا کے رہنے والوں نے

گئے جو پھر کے سرِ چرخ وہ ستودہ شیم کیا یہ ذکر فرشتوں میں بیٹھ کر باہم
شریکِ مجلسِ ماتم ابھی ابھی تھے ہم عجب مکاں تھا عجب بزم تھی عجب عالم
کلامِ صادق کے حظ قلب نے اٹھائے ہیں
مصائبِ شہِ ابرار سن کے آئے ہیں

ثنائے شاہ سے یہ فیضِ جاوداں پہونچا کہ گوشِ چرخ تک آوازۂ بیاں پہونچا
زمیں سے زورِ سخن تا بہ آسماں پہونچا مرے کلام کا شہرہ کہاں کہاں پہونچا
وقارِ فکر فزوں چشمِ انس و جاں میں ہوا،
بلند پایۂ توقیر دو جہاں میں ہوا،

www.emarsiya.com

ثنائے آلِ نبی کا یہ فیض ہے بخدا — دگرنہ ذرّۂ ناچیز کی حقیقت کیا
انھیں کے مہر نے مجھ کو یہ مرتبہ بخشا — کہ بر و بحر میں ہو میری نظم کا چرچا
چراغ بجھ گئے عالم میں لن ترانی کے
مقر عدو بھی ہوئے میری خوش بیانی کے

زہے ولائے شہِ قلعہ گیر کا اعجاز — کہ سرنگوں ہوئے میداں میں آ کے شعبدہ باز
روا ہے جودتِ ذہنِ رسا پہ مجھ کو ناز — کہ ہوں وصیِ رسولِ اُمم کا مدح طراز
بہشت جس کا صلہ ہو وہ کام کرتا ہوں
ثنائے شیرِ خدا صبح و شام کرتا ہوں

علیؑ کی مدح میں قاصر ہو انس و جن کی زباں — معینِ ختمِ رسل تاجدارِ کون و مکاں
سحابِ جود و کرم بحرِ بخشش و احساں — ابوالائمہ نبی الوریٰ کے تن کی جاں
ابوتراب ہوا نام خاکسار ایسے
خدا نے مدح کی قرآں میں ذی وقار ایسے

کھلی جو آنکھ تو پہلے خدا کا گھر دیکھا — رُخِ حبیبِ خداوندِ بحر و بر دیکھا
گزر بس گئے افلاک سے جدھر دیکھا — کبھی نہ بھول کے بھی روئے سیم و زر دیکھا
خدا کے عشق کا دم مشکلوں میں بھرتے تھے
نمک سے نانِ جویں کھا کے شکر کرتے تھے

نہ دیکھ سکتے تھے اربابِ مسکنت کا غم — گراں تھا قلبِ نبیؐ مانندِ کوہ ان کا الم
نماز میں بھی رہا دستِ پاک وقفِ کرم — عطا کی حالِ عبادت میں ہاتھ کی خاتم
ملال دیکھ کے اوروں کا رنگ زرد ہوا
سُنی گدا کی صدا اور دل میں درد ہوا

www.emarsiya.com

طرازِ مسند ایماں، امامِ جن و بشر محیطِ اعظمِ احساں، سپہرِ شوکت و فر
بُریدۂ رگِ کفر و درندۂ اژدر کنندۂ درِ حصن و کُشندۂ عنتر
اُتر کے چاہ میں شانِ غضنفری سے لڑے
جنوں سے زیرِ زمیں کس دلاوری سے لڑے

اُحد میں بدر میں کیا کیا نہ جد و کد سے لڑے وغا میں ذاتِ سلاسل کی شد و مد سے لڑے
خدائے پاک کی تائید سے مدد سے لڑے پیادہ معرکے میں ابنِ عبدِ وُد سے لڑے
علیؑ کے باب میں جن و ملک کو حیرت تھی
یہ ازعبادتِ کونین ایک ضربت تھی

علیؑ کے رتبۂ عالی میں کیا محلِّ کلام ظہیرِ شرعِ مطہر، مؤسسِ اسلام
محیطِ فیض، کفیلِ اراملِ و ایتام دلیرِ صاحبِ صمصام، کاسرِ اصنام
کچھ انتہا ہے اس اعزاز اس جلالت کی
بشر کے زیرِ قدم مُہر ہو نبوّت کی

دلیلِ جادۂ حق، ہادیٔ سبیلِ رشاد سپہرِ اوجِ شرف، ماحیٔ نقوشِ فساد
منکسِ علمِ کفر و بدعت و الحاد ولیِّ ایزدِ قیوم، اول الامجاد
عداوتیں کیں سبھوں نے جناب کی کد پر
خدا کے حکم سے بیٹھے نبیؐ کی مسند پر

زہے شکوہ، زہے قدرِ حیدرِ کرّار کہ فاطمہؑ سی ملی زوجۂ نکو کردار
خدا نے عقد پڑھا عرش پر بجاہ و وقار لٹے بہشت کی راہوں میں گوہرِ شہوار
درِ سرور ہوا نے دلوں پہ باز کیا
نثارِ فاطمہ حوروں نے لے کے ناز کیا

www.emarsiya.com

ندا بہشت میں آئی کہ ساکنانِ جناں
کریں قصور میں جشنِ نشاط کا ساماں
لباس نور کا پہنیں، گلے ملیں غلماں
علیؑ کا عقد پڑھا ہم نے خود بعزت و شاں
رہے یہ ذکر بھی جب تک کہ مہر و ماہ رہیں
ہمارے حکم سے اس عقد کے گواہ رہیں

مناقبِ اسداللہ کا بیاں ہے عسیر
محاربِ اُحد و بدر، شاہِ خیبر گیر
رسولِ پاک کے اوصاف میں عدیل و نظیر
مطاع و مفترض الطاعہ، انس و جن کے امیر
سرانِ مکہ خجالت سے رہ گئے مر کے
اذاں دی کعبے میں عزّا کو سرنگوں کر کے

لیا قرار جو مرکز پہ حق نے آخر کار
معاویہ سے لڑے جا کے حیدرِ کرّار
جلو میں آپ کے تھے وہ شجاع وہ جرّار
کہ جن کا مثل نہ تھا زیرِ گنبدِ دوّار
سلاح جن کے لہو باغیوں کے پیتے تھے
سرانِ مکہ سے میدانِ بدر جیتے تھے

قریبِ شام تھا صفین جس جگہ کا نام
پئے مصافِ معیّن کیا گیا وہ مقام
فرات پاس تھی پانی کا تھا وہاں آرام
وہ دشت کوسوں کا وہ کثرتِ وحوش و ہوام
خیال کرنے سے وسعت کے خوف پیدا تھا
وسیع نجد کے صحرا سے بھی وہ صحرا تھا

پہونچ کے منزلِ صفین میں بادلِ بیتاب
کیا تھا باغیوں نے بندوبستِ چشمۂ آب
غرض یہ تھی کہ جو آئیں امامِ عرش جناب
عطش کے غم سے رہے ان کی فوج بے خور و خواب
بلند شورِ فغاں ہو سپاہِ حیدرؑ میں
نہ پہونچے آب رواں شیرِ حق کے لشکر میں

www.emarsiya.com

ادھر تو گھاٹ پہ اُتری معاویہ کی سپاہ عقب میں آ گئے اُدھر ناصرانِ شیرِ الٰہ
اُتر کے گھوڑوں سے باصد وقار و شوکت و جاہ نظر کی پہلے دلیروں نے جانبِ جنگاہ
وہاں سے ہٹ کے نشاں دین کا بلند کیا
پڑاؤ کے لیے میدان اک پسند کیا

ٹھہر کے فوج کے سقّے گئے جو سوئے فرات کہ لائیں مشکوں میں آب، وہ والا نیک صفات
نہ جانے پائے کہ حائل تھے راہ میں بدذات اُٹھایا مہر و مروّت سے ظالموں نے ہات
بنائے کعبۂ اسلام کو خراب کیا،
سپاہِ ساقیِ کوثر پہ بند آب کیا،

یہ حال دیکھ کے لشکر میں غل ہوا اک بار پیادے غیظ میں آئے بگڑ گئے اسوار
خدا کے شیر سے کی سب نے عرض با دلِ زار کہ صبر سوزِ عطش پر ہے قلب کو دشوار
خدا پرستوں کو اب حکم کیا ہے مولا کا
عدو کی فوج نے روکا ہے گھاٹ دریا کا

پدر کے ساتھ تھے اس معرکے میں سبطِ رسول حسینؑ کشتۂ بیداد، نورِ عینِ بتول
ہوا معاملہ آب میں جو بحث کو طول معاویہ سے ہوئی طبعِ شاہزادہ ملول
ہزار قصد کیا دل پہ جبر ہو نہ سکا
سپاہِ شر کی تعدّی پہ صبر ہو نہ سکا

پدر سے عرض کی اے مصدرِ عطا و نوال تباہ پیاس کے صدمے سے ہے سپاہ کا حال
خدا پرست نہیں فوجِ شام کے جُہّال اثر ہو ان کو نصائح سے ہے یہ امرِ محال
جفا پسند ہیں، ظالم ہیں، بے حجاب ہیں یہ
زبانِ تیغ سے شائستۂ جواب ہیں یہ

www.emarsiya.com

عطا ہو اذن مجھے اے خدیوِ خیبر گیر
کہ گھاٹ چھین لوں ان سے بقوتِ شمشیر
پیا ہے بضعۂ محبوبِ حق کا میں نے شیر
مری نظر میں سماتی نہیں یہ فوج کثیر
قدم بڑھیں گے نہ ہنگام گیر و داران کے
مریں گے ڈوب کے دریا میں شہسوار ان کے

یہ عرض سن کے ہوئے شاد دل میں شیرِ الٰہ
دیا جواب کہ اے مصطفےٰؐ کے نورِ نگاہ
تمہاری ہمت عالی سے ہو پدر آگاہ
جزائے خیر دے اس عزم کی تمہیں اللہ
گروہ اہلِ بغاوت جفا کا عازم ہے
پہ رنشار مدد اہلِ حق کی لازم ہے

یہ سن کے جھک گئے سبطِ رسولِ بہرِ سلام
غم و ملال میں وہ دن جو ہو چکا تھا تمام
محل نہ تھا کہ سوئے نہر جائیں شاہِ انام
پڑھی نماز کیا فرشِ خواب پر آرام
طلوعِ صبح کا دل میں خیال کرتے رہے
خدا سے فتح و ظفر کا سوال کرتے رہے

سحر کو دی جو موذن نے فوجِ حق میں اذاں
پئے نماز اٹھے بستروں سے پیر و جواں
وہ نورِ صبح کا ظلمت کے ساتھ وہ میداں
کمالِ صنعتِ باری کا خشک و تر سے عیاں
صبا نے ہاتھ گلوں کے گلے میں ڈال دیے
نشیمنوں سے پرندوں نے سر نکال دیے

ضیا سے ہو گئے عالم کے دشت و در معمور
چلی نسیم دلوں سے ملال ہو گئے دور
چہک چہک کے خوشی سے اڑے ہوا میں طیور
سوادِ شب کا زمانے سے ہو گیا کافور
عدم کو قافلہ ظلمت کا خیل خیل گیا
خطِ افق کی تجلّی سے نور پھیل گیا

www.emarsiya.com

نماز صبح کی جو وقت پڑھ چکے انصار   طلب کیا گلِ باغِ رسول نے رہوار
سلاحِ جنگ کے تنِ پاک پر بجاہ و وقار   دیا یہ حکم کہ تھوڑی سی فوج ہو تیار
تباہ کرنا ہو بیڑا عدو کے لشکر کا
کنارِ نہر کا عازم ہو شیرِ حیدرؑ کا

جدھر کھڑا تھا فرس آئے اس طرف شبیرؑ   ہوئے سوار سبک سیر پر بصد توقیر
سوار ساتھ کے بھی آ گئے بلا تاخیر   کھڑے تھے حلقے میں اصحاب کے جنابِ امیرؑ
پسر کی نام خدا آن بان دیکھتے تھے،
سوارِ پشتِ پیمبرؐ کی شان دیکھتے تھے

ادھر تو باغیوں نے بندوبستِ نہر کیا   بڑھا اِدھر سے جگر بندِ حیدرؑ و زہراؑ
چلا فرس کہ چلی ایک بار تیز ہوا   سوار صاحبِ اعجاز ذکرِ سرعت کیا
رکھی جو دوش پہ تیغ دو سر روانہ ہوا
فرس کو سایۂ شمشیر تازیانہ ہوا

قریب نہر کے پہونچا جو شیرِ حق کا پسر   بڑھا علم کیے تیغیں اُدھر سے لشکرِ شر
ادھر بھی غیظ میں آیا علیؑ کا لختِ جگر   سنبھل کے میان سے لی ایکبار تیغِ دو سر
مثال میں دہنِ شیخ و شاب سے نکلا
ہلالِ عید چمک کر سحاب سے نکلا

علم کیے ہوئے شمشیرِ صاعقہ تمثال   پہونچ گیا سرِ دریا علیؑ کا مہ جمال
محافظانِ سرِ نہر کا ہوا یہ حال   کہ پھر جما نہ سکا ایک پائے استقلال
حواس باختہ نقدِ حیات کھوئے ہوئے
گرے فرات میں جانوں سے ہاتھ دھوئے ہوئے

www.emarsiya.com

پہونچ کے نہر پہ ہمراہیوں کو حکم دیا — کہ آب نہر پئیں ناصرانِ شیرِ خدا
سروشِ غیب نے دی گوشِ اہلِ حق میں صدا — چلو کہ کھل گیا نہرِ فرات کا رستا
علی العموم بیاں کردو فوج والوں سے
کہ گھاٹ چھین لیا شیر نے تنخاوں سے

پہونچ گیا جو میانِ سپاہ آبِ رواں — پھرا مظفر و منصور مرتضےٰ کا نشاں
پدر کو آکے خبر دی کہ اے امامِ زماں — رہے ستارۂ اقبال آپ کا تاباں
بزورِ تیغ کیا قبض و دخل دریا پر
ہماری فوج ہوئی فتحیاب اعدا پر

گلے لگا کے پسر کو یہ شبیرِ حق نے کہا — جزائے خیر دے اے نورِ عین تجھکو خدا
یہ کہکے رونے لگے بادشاہِ قلعہ کشا — رواں ہوا سرِ رخسار اشک کا دریا
ہوا یہ جوشِ بکا ایک بار حیدر کو
قریب تھا کہ غش آجائے شاہِ صفدر کو

پسر کی فتح پہ روئے امامِ ہر دوسرا — نظر میں پھر گیا عاشور کا سماں سارا
قریب حضرتِ عباس کو بلا کے کہا — کہ تو ازل سے ہے شیدائے دلبرِ زہرا
غلامِ خاصِ شہنشاہِ مشرقین ہے تو
گلِ ریاضِ وفا فدیۂ حسین ہے تو

وہ دن جو آئے کہ شبیر سے لڑیں ناری — سپاہ کوفہ کرے صف کشی کی تیاری
عطا کریں تجھے شہ منصبِ علمداری — نہ کیجو معرکے میں جان بھائی سے پیاری
بلند نام وفا پارۂ جگر کرنا
فدا حسین کے قدموں پہ اپنا سر کرنا

www.emarsiya.com

یہ سن کے دست ادب باندھ کر جری نے کہا بتول پاک کا فرزند ہے مرا آقا
خدا نہ لائے وہ دن اے امام ہر دو سرا اگر قضا و قدر سے وہ روز بد آیا
سمجھ لیں آپ کہ ہے عبد باوفا عباس
کرے گا شاہ کے قدموں پہ سر فدا عباس

وہی ظہور میں آیا جو کہہ گئے تھے جناب کہ ساتویں سے ہوا بند کربلا میں آب
نہم کو ہو گئے مسدود اتحاد کے باب دہم کو قتل ہوئے تا بظہر سب اصحاب
پس از زوال نہ انصار تھے نہ یاور تھے
گلا حسینؑ کا تھا اور لاکھ خنجر تھے

سوئے بہشت عزیزوں نے بھی کیا جو سفر خمیدہ ہو گئی بار الم سے شہ کی کمر
سوار ہو کے فرس پر جو بادل مضطر قریب فوج کے آئے امام جن و بشر
جگر میں آگ لگی تھی فراق اکبر سے
رواں تھی آنسوؤں کی نہر چشم سرور سے

کیا خطاب لعینوں سے با غم جانکاہ کہ میں ہوں حضرت ختم الرسل کا نور نگاہ
مری علوئے نسب سے ہیں انس و جن آگاہ جناب فاطمہؑ مادر، پدر ہیں شیر الٰہ
مسرت دل خیر الانام ہوں واللہ
پسر امام کا ہوں خود امام ہوں واللہ

وسط میں فوج کی نہاں ابن سعد نحس سیر غلام دور میں ظالم کے چتر زر سر پر
کھڑا تھا سامنے بیدیں کے شمر بد گوہر فساد طبع میں طینت میں جور و فتنہ و شر
سبھوں سے کینۂ سادات میں زیادہ تھا
عیاں تھا آنکھوں کی گردش سے جو ارادہ تھا

www.emarsiya.com

رسالہ داروں کو یہ حکم بھیجتا تھا لعیں | کہ ہوشیار رہیں مورچوں سے دشمن دیں
علی کے لال کو اب اپنی مرگ کا ہے یقیں | پدر کی شان سے آیا ہے سوئے لشکر کیں
زمین کانپے گی آئے گا چرخ چکر میں
پڑے گا آج وہ رن جو پڑا تھا خیبر میں

یہ کہہ رہا تھا کہ ادھر افسرِ دغا و غماز | ادھر امام امم نے رجز کیا آغاز
کہ ہم ہیں تاجِ سرِ عرش بادشاہ حجاز | تمام خلق سے جاہ و وقار میں ممتاز
بتائے کوئی یہ اعزاز کس نے پایا ہے
کلام پاک خدا کس کے گھر میں آیا ہے

خدا نہیں ہیں مگر خاصۂ خدا ہیں ہم | امیر خلق دو عالم کے مقتدا ہیں ہم
ہزبرِ بیشۂ ہیجا دمِ وغا ہیں ہم | دلیر و پُرجگر و اشجع الورا ہیں ہم
قریشی و مدنی و مکی و حجازی ہیں
خدا نے تیغ عطا کی ہمیں وہ غازی ہیں

مقر ہماری شجاعت کا ہے عرب سارا | چڑھا نہ مونھ پہ ہمارے کوئی ستم آرا
ہوئے جہاد میں جس وقت معرکہ آرا | شکست دے کے ہزاروں کو معرکہ مارا
لہو سے لال کیا دشت کو شفق کی طرح
الٹ دی بدر و احد میں زمیں ورق کی طرح

لڑے تو خون کے دریا بہائے اک دم میں | خراج ہم کو دیا سرکشوں نے عالم میں
صفات جمع رسولِ خدا کے ہیں ہم میں | شجاع ایسے کہ یکتا ہیں نسلِ آدم میں
ملی ہے کفر کے چہرے پہ خاک طفلی میں
کیا ہے کلۂ اژدر کو چاک طفلی میں

www.emarsiya.com

اصولِ کفر کا ہم نے کیا ہے استیصال — اسد کو ہم دمِ پیکار جانتے ہیں غزال
ہمارے تیروں سے دل کافروں کے ہیں غربال — ہماری تیغ کی ہیبت سے کانپتے ہیں جبال
جنوں کو زیرِ زمیں ہم نے جا کے مارا ہے
وغا میں قہرِ الٰہی غضب ہمارا ہے

رجز یہ پڑھ کے بڑھے بادشاہِ جن و بشر — ادھر بھی طبل بجے جنگ کو بڑھا لشکر
سپاہِ شام کی کثرت کا ہو بیاں کیونکر — سوادِ فوج تھا جاتی تھی جس طرف کو نظر
پرے تھے زنگیوں کے یا سیاہ بادل تھے
سوار گھوڑوں پہ آگے عقب میں پیدل تھے

ہوا جو فوج میں دریا کا جزر و مد اک بار — دبا کے رانوں میں گھوڑے بڑھے عرب کے سوار
مکان پہاڑوں کو دینے لگا زمیں کا غبار — نمودِ زُلزِلَتِ الارض کے ہوئے آثار
جنوں کا حال ہوا غیر ہول کھا کھا کے
ادھر ادھر کے گرے نخل دشتِ ہیجا کے

بھنکی سپاہ میں قرنا بجے جلاجل و دف — سمٹ کے فوج بڑھی ابنِ فاطمہ کی طرف
اگرچہ طلب تھا سینے میں تیرِ غم کا ہدف — بڑھا ادھر سے بھی فرزندِ بادشاہِ نجف
جلال میں صفتِ شیرِ ابنِ زہرا تھا
علم تھی ہاتھ میں تلوار سرخ چہرا تھا

ہوئے سپاہ پہ یوں حملہ ور امامِ امم — جھپٹ کے صید پہ جاتا ہے جس طرح ضیغم
چلی جو تیغ تو صفیں فوج کی ہوئیں درہم — دو نیم ہو کے گرے خاک پر بلند علم
الٹ کے مرکبوں سے بدگہر لگے گرنے
خیارِ تر کی طرح کٹ کے سر لگے گرنے

www.emarsiya.com

اصولِ کفر کا ہم نے کیا ہے استیصال
اسد کو ہم دمِ پیکار جانتے ہیں غزال
ہمارے تیروں سے دل کافروں کے ہیں غربال
ہماری تیغ کی ہیبت سے کانپتے ہیں جبال
جنوں کو زیرِ زمیں ہم نے جا کے مارا ہے
وغا میں قہرِ الٰہی غضب ہمارا ہے

رجز یہ پڑھ کے بڑھے بادشاہِ جن و بشر
ادھر بھی طبل بجے جنگ کو بڑھا لشکر
سپاہ شام کی کثرت کا ہو بیاں کیونکر
سوادِ فوج تھا جاتی تھی جس طرف کو نظر
پرے تھے زنگیوں کے یا سیاہ بادل تھے
سوار گھوڑوں پہ آگے عقب میں پیدل تھے

ہوا جو فوج میں دریا کا جزر و مد اک بار
دبا کے رانوں میں گھوڑے بڑھے عرب کے سوار
تکان پہاڑ دلوں کو دینے لگا زمیں کا تپا
نمودِ زلزلتِ الارض کے ہوئے آثار
جنوں کا حال ہوا غیر ہول کھا کھا کے
اکھڑ اکھڑ کے گرے نخلِ دشتِ ہیجا کے

پھنکی سپاہ میں قرنا بجے جلاجل و دف
سمٹ کے فوج بڑھی ابنِ فاطمہ کی طرف
اگرچہ قلب تھا سینے میں تیرِ غم کا ہدف
بڑھا ادھر سے بھی فرزندِ بادشاہِ نجف
جلال میں صفتِ شیرِ ابنِ زہراؑ تھا
علم تھی ہاتھ میں تلوار سُرخ چہرا تھا

ہوئے سپاہ پہ یوں حملہ ور امامِ امم
جھپٹ کے صید پہ جاتا ہے جس طرح ضیغم
چلی جو تیغ صفیں فوج کی ہوئیں درہم
دو نیم ہو کے گرے خاک پر بلند علم
الٹ کے مرکبوں سے بدگہر لگے گرنے
خیار تر کی طرح کٹ کے سر لگے گرنے

www.emarsiya.com

جدھر چمکتی ہوئی تیغ تیز جاتی تھی ۔ صفوں پہ صاعقہ ساں شعلہ ریز جاتی تھی
پری بنی ہوئی وقتِ ستیز جاتی تھی ۔ دلوں کو ملتی ہوئی عطر بیز جاتی تھی
نئے بناؤ تھے اس کے نرالے گہنے تھے
گلے میں گوندھ کے جوہر کے ہار پہنے تھے

مثالِ برق ہر اک غول پر چمک کے گئی ۔ لگا کے آگ بھری جس طرف لپک کے گئی
بلند ہو کے کبھی اوج پر فلک کے گئی ۔ وہاں سے اتری تو ہمسائے میں چمک کے گئی
ہراس قہر کا جن و ملک پہ طاری تھا
بلند و پست پہ فرمان اس کا جاری تھا

صفیں ادھر کی ادھر افسران ادھر کا ادھر ۔ علم وہاں کے یہاں تھے نشان ادھر کے ادھر
شکست کھا کے گئے تھے جوان ادھر کے ادھر ۔ ادھر کے دل تھے ادھر پہلوان ادھر کے ادھر
جناح فوج کا قلب سپہ کی حد میں تھا
حساب میمنے کا میسرے کی مد میں تھا،

سوار پست فرس سے دہل کے گرتے تھے ۔ پیادے تیغ کے شعلے سے جل کے گرتے تھے
دلیر خاک پہ تیور بدل کے گرتے تھے ۔ زمین پر کفِ افسوس مل کے گرتے تھے
کہیں بھی جائیں یہی ایک راہ ملتی تھی
پہونچ کے ملکِ عدم میں پناہ ملتی تھی

نہ خیال تاشوں میں دم تھا نہ تکیہ بازوؤں میں ۔ پڑا تھا تفرقہ لشکر کے حیلہ سازوں میں
کمال کشتوں میں نہ تھی جان نیزہ بازوں میں ۔ رواں تھا حکمِ خموشی زباں درازوں میں
ہلا نہ سکتے تھے لب امن کی طلب کے لئے
سکوت مہر بنا تھا ہر ایک لب کے لئے

www.emarsiya.com

ادھر تو تیغ لعینوں کو کر رہی تھی حلال ادھر کیا تھا فرس نے سپاہ کو پامال
عقاب تھا کہ سمندِ شہِ فرشتہ خصال ابھی یہاں تھا ابھی تھا وہاں ہوا کی مثال
امام پشت پہ تھے معجزے دکھاتا تھا
نظر سے پہلے ہر اک صف پہ اڑ کے جاتا تھا

سموں کے نعل تھے یا چار تیز تلواریں رواں تھیں جسمِ اعدا کے خون کی دھاریں
مجال کیا تھی اُدھر سے اہلِ فوج للکاریں شکستہ کاسۂ سر ہو ذرا جو دم ماریں
نظر میں معرکۂ جنگِ عمرو و مرحب تھا
سوار ہوتے تھے جس پر علیؑ وہ مرکب تھا

ثنا میں گھوڑے کی ہے ذہن معترف بقصور وہ شکل جس پہ ہو صدقے ہزار جاں سے حور
کنوتیاں وہ کہ دیکھیں جو ان کو اہلِ شعور کہیں چراغ ہے ایک اور شعلے دو سرِ طور
وہ حسن عالمِ حیرت میں جزو و کل جس سے
وہ نرم جلد کہ شرمندہ برگِ گل جس سے

بلا تھی تیغ وہ پیکر فرس خدا کا عذاب تمام فوج میں تھی ایک کو نہ جنگ کی تاب
سپاہ شام کی مٹی تھی دشتِ کیں میں خراب عدم کی راہ میں تھا کوئی کوئی پا بہ رکاب
امید و بیم کے عالم میں شمر خود سر تھا
حواس باختہ فرمانروائے لشکر تھا

قدم جما تھم گئے تھے خوف سے بحالِ تباہ نظر میں سب کی زمانہ مثالِ شب تھا سیاہ
ہزار دیتے تھے آواز افسرانِ سپاہ نہ دیکھتا تھا کوئی مڑ کے بھی سوئے جنگ گاہ
پیادے بھاگے تھے ایسے نظر نہ آتے تھے
سوار گھوڑوں کو سرپٹ بھگائے جاتے تھے

www.emarsiya.com

فرس کو روک کے ٹھہرے ادھر تو شاہِ حجازؑ ادھر سروش نے دی بامِ چرخ سے آواز
علیؑ کے زور کو ہے تیرے بازوؤں پہ ناز بس اے حسینؑ کہ اب آگیا قریب وقتِ نماز
علیؑ کا لال ہے تو فاطمہؑ کا جایا ہے
وفائے وعدۂ طفلی کا وقت آیا ہے

یہ سن کے مرگ پہ شاہِ زمن ہوئے تیار رکھی نیام میں حیدرؑ کے شیر نے تلوار
پکارے بھاگی ہوئی فوج کو شہِ ابرار کہ اب نہ خوف کرو دل میں روک لو رہوار
اب آسرا کسی مونس کا ہے نہ یاور کا
دلِ حزیں ہے طلبگار قربِ داور کا

سنی جو اہلِ ستم نے یہ شاہ کی تقریر علم کئے ہوئے تیغیں پلٹ پڑے بے پیر
کئی ہزار سواروں میں گھر گئے شبیرؑ ادھر سے چلتے تھے نیزے تو اس طرف سے تیر
سمٹ کے ٹوٹ پڑی تھی سپاہ تنہا پر
تمام فوج کا نرغہ تھا شاہِ والا پر

تُلے تھے ظلم پہ سب شامیانِ بدکردار لگائی ایک ستمگر نے صدر پر تلوار
کیا عمود کا اک بے حیا نے فرق پہ وار رکاب میں نہ تھمے پاؤں شہ کے آخرکار
فرس کی پشت سے سلطانِ خاص و عام گرے
زمیں پہ عرش گرا یا شہِ انام گرے

ادھر تو شمر بڑھا سوئے شاہِ جن و بشر محلسرا سے ادھر نکلی دخترِ حیدرؑ
اگرچہ نزع کی حالت میں تھے شہِ صفدرؑ گئی جو سوئے درِ خیمہ ایک بار نظر
عجیب واقعہ شاہِ انام نے دیکھا
بہن کو با سرِ عریاں امام نے دیکھا

www.emarsiya.com

یہ حال دیکھ کے غمگیں ہوا علیؑ کا لال — کہا یہ شمر ستمگر سے اے زبوں افعال
بغل پڑے ہیں حرم کھول کر سروں کے بال — بہن کے سامنے للہ کر نہ مجھکو حلال
ستا نہ فاطمہؑ کے نورِ عین کو ظالم
کسی نشیب میں لے چل حسینؑ کو ظالم

یہ سن کے شمر نے کی گرد و پیش بڑھ کے نظر — نشیب ایک تھا کچھ اس مقام سے ہٹ کر
کشاں کشاں شہ والا کو لے گیا وہ ادھر — بیان ہو وہ صعوبت زباں سے کیونکر
بدن کے زخموں پہ کیا صدمہ دم نہ پہونچے
مقام ذبح پہ کیونکر شہ زمن پہونچے

غرض نشیب میں لایا امام کو وہ لعیں — اب آگے نظم کا یارا مری زباں کو نہیں
قریب ہے کہ گرے خاک پر سپہر بریں — پچھاڑیں کھاتے ہیں بالائے سدرہ روح امیں
ملائکہ سرِ افلاک جان کھوتے ہیں
حسینؑ تیسرے فاقہ میں ذبح ہوتے ہیں

پڑے تھے حالت غش میں امام جن و بشر — کھڑا تھا شمر سرہانے لیے ہوئے خنجر
شقی کی آنکھیں تھیں یا آگ کی بھری مجمر — عیاں تھا رخ سے کہ ہے قاتلِ تر مغرور
خطوطِ چینِ جبیں کے تھے چشم و ابرو تک
سیاہ موزوں میں سانپیں نہاں تھیں تا نوک

زمیں نشیب کی تھی آہ آہ ناہموار — اور اوس پہ تیروں کے پیکان ٹوٹے تھے پشتہ پار
عجب کرب میں تھا فاطمہؑ کا لالہ عذار — کہ ظلم پہ ہوا آمادہ شمر ناہنجار
ذرا نہ خوف خداوندِ دوجہاں رکھا
بیان کیا کروں پائے نجس کہاں رکھا

www.emarsiya.com

یہ حال دیکھ کے غمگیں ہوا علیؑ کا لال
کہا یہ شمر ستمگر سے لے زبوں افعال
بغل پڑے ہیں حرم کھول کر سر کے بال
بہن کے سامنے للہ کر نہ مجھکو حلال
ستا نہ فاطمہؑ کے نورِ عین کو ظالم
کسی نشیب میں لے چل حسینؑ کو ظالم

یہ سن کے شمر نے کی گرد و پیش بڑھ کے نظر
نشیب ایک تھا کچھ اس مقام سے ہٹ کر
کشاں کشاں شہ والا کو لے گیا وہ ادھر
بیان ہو وہ صعوبت زبان سے کیونکر
بدن کے زخموں پہ کیا صدمہ دم پہونچے
مقام ذبح پہ کیونکر شہ زمن پہونچے

غرض نشیب میں لایا امام کو وہ لعیں
اب آگے نظم کا یارا ری زباں کو نہیں
قریب ہے کہ گرے خاک پر سپہر بریں
پچھاڑیں کھاتے ہیں بالائے سدرۃ روح امیں
ملائکہ سر افلاک جان کھوتے ہیں
حسینؑ تیسرے فاقہ میں ذبح ہوتے ہیں

پڑے تھے حالت غش میں امام جن و بشر
کھڑا تھا شمر سرہانے لیے ہوئے خنجر
شقی کی آنکھیں تھیں یا آگ کی بھری مجمر
عیاں تھا رخ سے کہ ہے قاتل نبی مضطر
خطوط چین جبیں کے تھے چشم و ابرو تک
سیاہ موزوں میں سانپ نہاں تھیں نوک تک

زمیں نشیب کی تھی آہ آہ ناہموار
اور اس پہ تیروں کے پیکاں جو تھے شکستہ پار
عجب کرب میں تھا فاطمہؑ کا لالہ عذار
کہ ظلم پہ ہوا آمادہ شمر ناہنجار
ذرا نہ خوف خداوندِ دو جہاں رکھا
بیان کیا کروں پائے نجس کہاں رکھا

www.emarsiya.com

دیا جو بوجھ سے ظالم کے سینۂ انور ہزار حیف ابھر آئے تیر سر تا سر
زمیں سے مل گئی پشتِ امامِ جن و بشر لعیں کو سینے پہ تھا بیٹھنا جو مدنظر
لہو رواں ہوا زخموں سے شاہِ صفدر کے
نکالے تیر ستمگر نے صدرِ اطہر کے

بجبر کھینچے جو ظالم نے صدرِ پاک سے تیر تڑپ تڑپ گئے صدمے سے دلکے شبیرؑ
غرض کہ سینے پہ بیٹھا بقصد ذبح شریر مزارِ پاک سے نکلے رسولؐ عرش سریر
سنی فرشتوں نے فریاد حور و غلماں کی
نجف میں کانپ گئی قبر شیرِ یزداں کی

لہو کا شاہ کے پیاسا تھا شمر بد کردار ذقن سے ریش مبارک بلند کی اکبار
گلا تھا خشک کہ پیاسے تھے سید ابرار چھری وہ کند کہ کٹنا رگوں کا تھا دشوار
فرشتے رو دیے گردوں پہ وہ جفا گذری
حسینؑ سے کوئی پوچھے کہ آہ کیا گذری

ہے شرحِ ذبحِ شہِ دیں خلافِ شانِ ادب نبی کی روح کو ہے دیا لعیں نے تعب
نجف میں کانپ گیا مرقدِ امیرِ عرب درِ خیام پہ سر پیٹتی رہی زینبؑ
لعیں نے پاسِ وفاداریِ یزید کیا
رلا رلا کے نبی زادے کو شہید کیا

اٹھا کے سر شہِ دیں کا لعیں نے دی یہ صدا یہ سر ہے فاطمہ زہرا کے راحتِ جاں کا
کہاں ہیں آئیں وہ اشرافِ یثرب و بطحا علیؑ نے جنکے بزرگوں کا خوں بہایا تھا
یہ حال آکے شہِ مشرقین کا دیکھیں
طپاں زمین پہ لاشہ حسینؑ کا دیکھیں

ادھر تو ذبح ہوئے بادشاہِ ہر دوسرا — اُدھر یہ ایک منادی نے دی نکل کے صدا
اُٹھائیں خاک سر و پیغمبرِ مقربانِ خدا — حسینؑ ذبح ہوئے کربلا میں واویلا
جدا بدن سے ہوا فرق ابنِ حیدرؑ کا
چراغ بجھ گیا شیرِ الٰہ کے گھر کا

صدا یہ سن کے حرم دوڑے سب جانبِ مقتل — رہا کا ہوش نہ سجاد کا دھیان تھا اور نہ بل
سبھوں کے آگے تھی ہمشیرِ شاہ کی نالاں — یہ کہتی جاتی تھی ہے ہے علیؑ کی راحتِ جاں
تمہارے صبر کے یہ کشتہ امتحن صدقے
گلوئے خشک پہ خنجر پھرا بہن صدقے

اجڑ گیا مری اماں کا باغ وائے ستم — نثار تیری غریبی کے اے امامِ امم
کسے پکارینگے اب خستہ زہرا کے حرم — تمہارے مرنے سے بھائی تباہ ہوگئے ہم
نہال قطع ہوا بوستانِ حیدرؑ کا
جہاز ڈوب گیا عترتِ پیمبرؐ کا

www.emarsiya.com